REGD. No. L.5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ
عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

الفضل

ربوہ

خطبہ نمبر ۱۷۰

یوم چہارشنبہ ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۷۹ھ

فی پرچہ ۱۰

جلد ۴۹/۱۴ | ۱۸ ہجرت ۱۳۳۹ ہش | ۱۸ مئی ۱۹۶۰ء | نمبر ۱۱۲

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ

کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ربوہ

ربوہ ۱۷ مئی بوقت ساڑھے نو بجے صبح

رات نیند آگئی تھی۔ اس وقت بھی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ التزام و درد و الحاح سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور ایدہ اللہ کو شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے اور کام والی لمبی زندگی عطا کرے۔

— آمین اللّٰھم آمین —

سربراہوں کی کانفرنس کا افتتاحی اجلاس اگلے اجلاس کا وقت مقرر کئے بغیر ملتوی ہو گیا

مسٹر خروشیف نے آئزن ہاور کے دورۂ روس کا دعوت نامہ واپس لے لیا

— امریکی طیارے کے سوال پر شدید بحران —

پیرس ۱۷ مئی۔ سربراہوں کی کانفرنس کل شروع ہوتے ہی ناکامی کے خطرے سے دوچار ہو گئی۔ روس کے وزیراعظم مسٹر خروشیف نے پہلے اجلاس میں اپنے ملک پر امریکی طیارہ کی حالیہ پرواز کے واقعہ کی شدید مذمت کی۔ اور اعلان کیا کہ جب تک امریکہ جاسوسی کی ایسی سرگرمیوں پر معذرت کرتے ہوئے آئندہ ان سرگرمیوں کو ختم کر دینے کا یقین نہیں دلاتا سربراہوں کی کانفرنس میں روس کی شرکت بے کار ہے۔ — معلوم ہوا ہے کہ مغربی ملکوں کے سربراہوں نے انتہائی کوشش کی۔ کہ مسٹر خروشیف اپنا رویہ نرم کر کے کانفرنس کو ناکام نہ ہونے دیں۔ لیکن آخری اطلاعات موصول ہونے تک کانفرنس کی کامیابی کے آثار پیدا نہیں ہوئے تھے۔ اور سربراہوں کا اجلاس آئندہ اجلاس کی تاریخ کے کسی اعلان کے بغیر ملتوی ہو گیا ہے۔ اگر کشیدگی کا موجودہ ماحول برقرار رہا۔ تو اندیشہ ہے کہ سربراہوں کی یہ کانفرنس ناکامی پر منتج ہو جائے گی۔ دریں اثناء صدر آئزن ہاور نے اعلان کیا ہے۔ کہ امریکہ روسی علاقوں پر اپنے طیاروں کی پرواز معطل کر دے گا۔ اور یہ سلسلہ پھر شروع نہیں کیا جائے گا۔ صدر نے کہا ہے کہ مسٹر خروشیف سربراہوں کی کانفرنس کو سبوتاژ کرنے پر تلے بیٹھے ہیں۔

کل افتتاحی اجلاس میں مسٹر خروشیف نے اس امر پر زور دیا کہ اگر امریکہ روسی علاقے پر امریکی طیارے کی پرواز کے سلسلہ میں معذرت کرنے کے لئے تیار نہیں ہے تو کانفرنس کو سات آٹھ ماہ کے لئے ملتوی کر دیا جائے۔

دریں اثناء معلوم ہوا ہے کہ برطانوی وزیراعظم مسٹر میکملن اور فرانسیسی صدر جنرل ڈیگال مسٹر خروشیف کو نرم رویہ اختیار کرنے پر رضامند کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور دونوں ان سے علیحدہ علیحدہ ملاقاتوں میں مصروف ہیں۔

مسٹر خروشیف کی طرف سے صدر آئزن ہاور کو جون میں روس آنے کا جو دعوت نامہ دیا گیا تھا۔ کل مسٹر خروشیف نے اسے واپس لے لیا۔ اس سلسلہ میں مسٹر خروشیف کا جو بیان روسی وفد کے ایک ترجمان نے پریس کانفرنس میں پڑھ کر سنایا اس میں کہا گیا ہے۔ روس کے خلاف جو جارحانہ اقدام کیا گیا ہے۔ اس سے ایسی صورت حال پیدا ہو گئی ہے جس میں روسی عوام اپنے ملک میں پورے اخلاص کے ساتھ صدر امریکہ کو خوش آمدید نہیں کہہ سکتے جس کے ساتھ وہ مہمانوں کا خیر مقدم کرنے کے عادی ہیں۔ لہٰذا ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ موجودہ حالات میں صدر امریکہ کا دورہ روس ملتوی ہو جانا چاہیئے۔ اور اس دورے کے لئے کسی اور مناسب تاریخ پر اتفاق کر لینا چاہیئے۔

صدر ایوب دولت مشترکہ کی کانفرنس میں شرکت کے بعد کراچی واپس پہنچ گئے

آپ آج شام ایک پریس کانفرنس سے خطاب فرما رہے ہیں

کراچی ۱۷ مئی۔ صدر فیلڈ مارشل محمد ایوب خان دولت مشترکہ کی کانفرنس میں شرکت کے بعد آج لنڈن سے کراچی واپس پہنچ گئے۔ آپ کا جہاز ٹھیک بارہ بجے شب کراچی کے ہوائی اڈے پر اترا۔ ہوائی اڈہ پر لیفٹیننٹ جنرل ڈبلیو۔ اے برکی نے جو آپ کی عدم موجودگی میں قائم مقام صدر کے طور پر کام کر رہے تھے۔ آپ کا استقبال کیا۔ وزیر قانون مسٹر محمد ابراہیم اور مغربی پاکستان کے نامزد گورنر نواب آف کالاباغ بھی ہوائی اڈہ پر موجود تھے نیز عوام بھی بہت کثیر تعداد میں ہوائی اڈہ پر آئے ہوئے تھے۔ صدر کے کراچی پہنچنے پر انہوں نے آپ کو بہت پرجوش طریق پر خوش آمدید کہا۔ صدر کے ہمراہ وزیر خارجہ مسٹر منظور قادر اور وزیر خزانہ مسٹر محمد شعیب بھی تھے۔ صدر ایوب لنڈن جانے کے لئے ۲۷ اپریل کو پاکستان سے

(باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

فوری ضرورت

فضل عمر ہسپتال ربوہ میں مندرجہ ذیل آسامیاں خالی ہیں جن کے لئے فوری طور پر ڈاکٹروں کی ضرورت ہے۔

(۱) اسسٹنٹ میڈیکل آفیسر گریڈ ۲۰۰ — ۱۰ — ۳۰۰ جمع مہنگائی الاؤنس ۳۷/۸ روپے

(۲) لیڈی ڈاکٹر گریڈ ۲۰۰ — ۱۰ — ۳۰۰ جمع مہنگائی الاؤنس ۳۷/۸ روپے

حسب قابلیت و تجربہ ابتداءً زیادہ ترقیاں بھی دی جا سکتی ہیں۔ ڈیوٹی اوقات کے علاوہ پریکٹس کرنے کی اجازت ہوگی۔

درخواستیں ۳۱ مئی تک چیف میڈیکل آفیسر کے نام آنی ضروری ہیں۔

(چیف میڈیکل آفیسر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت ربوہ سے شائع کیا

خطبہ جمعہ

جماعت احمدیہ کا مقصد دنیا میں توحید حقیقی کا قیام ہے

توحید محض زبانی اقرار کا نام نہیں ہے۔ تمہارا ہر فعل اور ہر عمل توحید الٰہی کا مظہر ہونا چاہیئے

اپنا عملی نمونہ ایسا بناؤ کہ دوسروں کے قلوب خودبخود تمہاری طرف کھچے چلے آئیں

اگر ہم خود خلاف اسلام تمدن اختیار کر لیں تو دنیا پر اسلام کی فضیلت کسطرح ثابت کر سکتے ہیں

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۹ راپریل ۵۸ء۔ بمقام لاہور

(یہ ایک غیر مطبوعہ خطبہ جمعہ ہے جسے ادارہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔ ــــ ض)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
دنیا میں ہر عقلمند انسان اپنے کاموں کا

کوئی نہ کوئی مقصد

قرار دیتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولکل وجھۃ ھو مولیھا ہر انسان کا کوئی نہ کوئی مقصود ہوتا ہے۔ جس کی طرف وہ توجہ کرتا ہے کوئی انسان دنیا میں عزت کے پیچھے پڑا ہوتا ہے۔ کوئی علمی ترقی کے پیچھے پڑا ہوتا ہے۔ کوئی اپنے پیشہ کی ترقی کے پیچھے پڑا ہوتا ہے کوئی مال اور اولاد کی زیادتی کی جستجو میں ہوتا ہے۔ کوئی

حکومت کے پیچھے پڑتا ہے

کوئی دنیا کی خدمت میں لگا ہوتا ہے غرض جو بھی انسان کہلانے کا مستحق ہے اسکے سامنے کوئی نہ کوئی مقصد ایسا ضرور ہوتا ہے۔ جس کی طرف رات دن اس کا خیال لگا رہتا ہے۔ پھر

یہ کیونکر ممکن ہے

کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو انبیاء دنیا میں آئیں۔ وہ کوئی مدعا لے کر نہ آئیں۔ یہ مدعا جو سب انبیاء لے کر آتے ہیں۔ وہ نمایاں صورت میں توحید الٰہی کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ دنیا میں جتنی خرابیاں اور تباہیاں آتی ہیں۔ وہ توحید کے نہ سمجھنے اور اس پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے آتی ہیں تمام گناہوں تمام سستیوں اور غفلتوں اور تمام جرموں کی جڑ شرک ہے۔ منہ سے بے شک لوگ خدا تعالیٰ کو ایک کہتے ہیں۔ مگر منہ سے کہنے اور عمل کرنے میں بڑا فرق ہے اجمالی ایمان کے لحاظ سے اس وقت بھی دنیا میں توحید کے ماننے والوں کی کثرت ہے مگر تفصیلی ایمان کے لحاظ سے اس وقت دنیا میں توحید بہت کم ہے عیسائی بڑے زور سے یہ دعوےٰ کرتے ہیں کہ وہ توحید کے قائل ہیں بلکہ میں نے بعض عیسائی مصنفین کی کتابیں پڑھی ہیں جن میں وہ

مسلمانوں پر اعتراض

کرتے ہیں کہ ان کے اندر توحید نہیں اور کہ اصل اور سچی توحید اُن کے اندر ہی پائی جاتی ہے ہندوؤں میں سے آریہ سماجی تو علی الاعلان اسبات کا اظہار اپنی کتابوں میں کرتے ہیں۔ کہ توحید کے صحیح حامل وہی ہیں اور دوسروں پر اعتراض کرتے ہیں کہ ان کے اندر توحید نہیں تو جو لوگ بظاہر مشرک نظر آتے ہیں اگر ان کے محققین کی کتابیں دیکھی جائیں تو وہ بھی توحید کے قائل نظر آتے ہیں۔ بتوں کی پوجا کرنے والے کہتے ہیں کہ ہم بے شک بتوں کی پوجا کرتے ہیں۔ مگر اسلئے نہیں۔ کہ ہم ان کو خدا تعالیٰ کا شریک سمجھتے ہیں بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ قائم رکھنے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ مکّہ کے مشرک جو سر سے لے کر پیر تک شرک میں ڈوبے ہوئے تھے۔ قرآن کریم بتاتا ہے۔ کہ جب ان پر یہ اعتراض کیا جاتا کہ تم مشرک ہو تو وہ جواب دیتے کہ ہم مشرک نہیں۔ ہم تو ان بتوں کی پوجا اس لئے کرتے ہیں۔ کہ لیقربونا الی اللہ ذلفیٰ تاکہ یہ ہمیں خدا تعالیٰ کے قریب کر دیں۔ تو منہ کی توحید دنیا میں اکثر پائی جاتی ہے۔ مگر باوجود اس کے قرآن کریم توحید پر زور دیتا اور دوسری قوموں پر

شرک کا الزام

لگاتا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس توحید کو قرآن کریم پیش کرتا ہے وہ صرف زبانی اقرار کا نام نہیں اگر یہی توحید ہوتی تو چاہیئے تھا کہ جب مشرک کہتے کہ ہم بتوں کو خدا نہیں مانتے بلکہ ان کی پرستش اس وجہ سے کرتے ہیں۔ کہ لیقربونا الی اللہ زلفیٰ تو پھر قرآن کریم ان پر شرک کا الزام لگانا چھوڑ دیتا۔ مگر ایسا نہیں قرآن کریم ان کو بدستور مشرک قرار دیتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ

قرآن کریم

نے ان کے جواب کو صحیح نہیں قرار دیا۔ اور باوجود ان کے ادعا کے ان کو مشرک قرار دیا ہے۔ پھر باوجود اس کے کہ عیسائی توحید کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ قرآن کریم ان پر شرک کا الزام لگاتا ہے۔ ان کے علاوہ یہود ہیں۔ جو قطعی طور پر بت پرستی کے خلاف تھے۔ بلکہ بت پرستی کے خلاف ان کے اندر اس قدر جذبہ پایا جاتا ہے۔ کہ جس طرح مسلمان

بتوں سے سلوک

کرتے ہیں اس سے بہت زیادہ یہودی کرتے ہیں۔ مسلمانوں میں تو اس امر کو جائز نہیں سمجھا جاتا۔ کہ کسی کے بت خانہ کو گرا دیا جائے۔ اور اگر اسلامی حکومت ہو۔ تو از روئے شریعت اسے اجازت نہیں کہ کسی قوم کے معبد کو خواہ وہ بت خانہ ہی کیوں نہ ہو۔ توڑ دے سوائے اسکے کہ وہ معبد اپنا ہو۔ جیسے مکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام

کا جو بڑے پکے موحد تھے بنایا ہوا تھا۔ اور ان کے علاوہ بعض دوسرے انبیاء کا بھی اس میں دخل تھا۔ اس لئے اسے شرک سے پاک کرنا جائز تھا۔ گویا توحید کے معبد کو اگر بت خانہ میں تبدیل کیا گیا ہو۔ تو دوبارہ اسے شرک سے پاک کرنے کی اجازت ہے ورنہ نہیں۔ لیکن

یہود کے عقائد

کے رو سے بت خانوں کا جلا دینا اور مٹا دینا ضروری ہے۔ اور ایسا نہ کرنے والوں کا ان کے نزدیک مواخذہ ہوگا۔ یہود کے مذہب پر تین ہزار سال سے زائد عرصہ ہو چکا ہے۔ مگر یورپ میں رہنے کے باوجود آج تک ان کے اندر شرک نہیں آیا۔ وہ توحید کے ظاہری مفہوم کے لحاظ سے ایسے ہی سخت ہیں۔ جیسے اہلحدیث سمجھے جاتے ہیں۔ مگر قرآن کریم ان کو بھی مشرک قرار دیتا ہے۔ حالانکہ ظاہری توحید کے لحاظ سے وہ مسلمانوں سے کسی صورت میں کم نہیں وہ نہ حضرت موسیٰؑ اور نہ کسی اور کا کوئی بت بناتے ہیں۔ ان کے معابد بتوں سے ایسے ہی خالی ہوتے ہیں جیسے مساجد۔ مگر باوجود اس کے قرآن کریم ان کو مشرک قرار دیتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ قرآن کریم توحید کا جو مفہوم لیتا ہے۔ وہ وہ نہیں۔ جو عام طور پر دنیا میں سمجھا جاتا ہے۔ دنیا میں

شرک کے معنے

یہ لئے جاتے ہیں کہ بتوں کی پرستش کی جائے۔ انسانوں کی طرف وہ باتیں منسوب کی جائیں۔ جو خدا تعالےٰ سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ یہود کا ایک قلیل طبقہ ایسا تھا جو عزیر کو ابن اللہ سمجھتا تھا۔ مگر وہ ایسا چھوٹا فرقہ تھا۔ کہ اسے ساری قوم کی طرف منسوب ہی نہیں کیا جا سکتا جیسے مسلمانوں میں بھی فقرا کے بعض ایسے گروہ ہیں جو قبروں کی پوجا کرتے ہیں۔ مگر ان کی تعداد چند سو یا چند ہزار سے زیادہ نہ ہوگی۔ اور وہ اس قدر قلیل تعداد میں ہیں۔ کہ ان کی باتیں مسلمانوں کی طرف منسوب نہیں کی جا سکتیں۔ اسی طرح یہود میں بھی نہایت محدود طبقہ ایسا تھا۔ جو عزیر کو ابن اللہ کہتا تھا۔ لیکن وہ مٹ گیا۔ اور اس زمانہ میں ایسے لوگ یہود میں بالکل نہیں ہیں۔ اسی لئے یہود قرآن کریم پر یہ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ اس نے یہ غلط بات یہودیوں کی طرف منسوب کی ہے۔ اسی طرح عیسائی بھی یہ اعتراض کرتے ہیں کہ کون یہودی عزیر کو ابن اللہ کہتا ہے۔ حالانکہ

حقیقت یہ ہے

کہ ایک چھوٹا سا صدوقی فرقہ تھا۔ جو اس عقیدہ کا قائل تھا۔ مگر اب یہ فرقہ دنیا سے مٹ چکا ہے۔ اور آج یہودیوں میں ایسا عقیدہ رکھنے والا کوئی شخص نہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد شاید پہلی یا دوسری صدی تک یہ لوگ رہے۔ اور مٹ گئے۔ اسی طرح آج عیسائیوں کا کوئی فرقہ ایسا نہیں۔ جو حضرت مریمؑ کو خدا کہے۔ اور اس پر بھی عیسائی اعتراض کرتے ہیں۔ کہ قرآن نے جو بات کہی ہے یہ غلط ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ یہ بھی کوئی چھوٹا سا فرقہ تھا جو اب مٹ چکا ہے۔ عیسائیوں کو ہم یوں بھی مجرم کرتے ہیں کہ گرجاؤں پر حضرت مسیح کی والدہ کی تصویر بھی لگائی جاتی ہے۔ اور اس سے بھی وہ دعائیں کرتے ہیں۔ اور ہم کہتے ہیں۔ کہ یہی شرک ہے۔ لیکن

اصل بات یہی ہے

کہ ابتدائی زمانہ میں ایسے چھوٹے چھوٹے فرقے تھے۔ جو اب مٹ چکے ہیں۔ تو میں بیان کر رہا تھا کہ جو لوگ بظاہر توحید پرست ہیں۔ قرآن کریم نے ان کو بھی مشرک قرار دیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کے نزدیک توحید کا جو مفہوم ہے وہ اس سے مختلف ہے۔ جو عام طور پر سمجھا جاتا ہے۔ مثلاً ہم یہود کو ہی لیتے ہیں۔ جب اللہ تعالےٰ نے ان کے متعلق فرمایا کہ وہ مشرک ہیں تو ہمیں دیکھنا چاہئے۔ کہ قرآن کریم نے ان کو کن معنوں میں مشرک قرار دیا ہے۔ اس غرض کے لئے جب ہم قرآن کریم پر غور کرتے ہیں۔ تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم یہ نہیں کہتا کہ یہ لوگ بت بناتے یا ان کی پوجا کرتے ہیں بلکہ فرماتا ہے کہ ان کے اندر یہ شرک ہے کہ اتخذوا احبارھم و رھبانھم اربابا من دون اللّٰہ جو کچھ بھی ان کے علماء کہتے ہیں۔ اسی کو درست مان لیتے ہیں۔ یہ لوگ ایک انسان کی بات پر اتنا بھروسہ رکھتے ہیں کہ ان کے نزدیک وہ بالکل صحیح ہو جاتی ہے۔ اور اس کے مقابل پر الہام کو بھی رد کر دیتے ہیں اور اس طرح الہام کا دروازہ بند کرتے ہیں۔ ان کے اندر یہ احساس راسخ ہو چکا ہے کہ ان کے علماء جو بات کہیں وہی درست ہے۔ اور ان کو وحی الٰہی اور کسی تعلیم کی ضرورت نہیں۔ اور جو یہ خیال کر لے۔ کہ ہمیں

خدائی ہدایت کی احتیاج

نہیں۔ اس کے اندر شرک پیدا ہونا لازمی ہے شرک کی یہ تعریف جو قرآن کریم نے یہودیوں کے متعلق کی ہے۔ آج مسلمانوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ کیونکہ وہ بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ جو بات ہمارے علماء کہتے ہیں وہی ٹھیک ہے۔ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہمیں کسی ہدایت کی ضرورت نہیں۔ اسی چیز کا نام قرآن کریم میں یہود کے بارہ میں شرک رکھا گیا ہے۔ جو قوم یہ خیال کر لیتی ہے۔ کہ ہم اپنی ہدایت کا سامان خود کر سکتے ہیں۔ اور ہمارے علماء ہمیں غلط رستے سے بچانے کے لئے کافی ہیں۔ اس کا یہ خیال اربابا من دون اللّٰہ قرار دیتا ہے۔ خدا تعالےٰ نے یہ حق اپنے لئے رکھا ہے کہ جب کوئی خرابی بندوں میں پیدا ہو تو وہ ان کی ہدایت کا انتظام کرے۔ پس جو شخص یہ خیال کرتا ہے۔ کہ ہدایت کا کام بندے کر سکتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کی جو کتاب ہم میں موجود ہے۔ اس سے ہمارے لئے ہدایت کا رستہ تلاش کر کے ہمیں بتا سکتے ہیں۔ وہ شرک کرتا ہے۔ اب بتاؤ کیا کوئی قوم دنیا میں ایسی ہے۔ جو توحید کا یہ مفہوم سمجھتی ہو۔ کہ خدا تعالےٰ کو ہادی سمجھا جائے اور اس کی طرف سے ہر وقت ہدایت کے دروازہ کو کھلا سمجھا جائے۔

یہ ہے توحید

جسے قائم کرنے کے لئے انبیاء دنیا میں آتے ہیں۔ جب کسی قوم میں یہ خرابی پیدا ہو جائے کہ وہ اپنی ہدایت کے لئے الہام الٰہی سے اپنے آپ کو مستغنی سمجھنے لگ جائے۔ تو یہ اپنی ذات میں اس بات کے لئے کافی ہوتا ہے۔ کہ نبی آجائے۔ جب بندے یہ کہیں کہ ہمارے لئے پہلے سے نازل شدہ کلام ہی کافی ہے۔ اور ہم اپنے زور سے اس میں سے ہدایت نکالیں گے۔ تو اس غلطی کا جواب یہی ہو سکتا ہے کہ خدا تعالےٰ اپنی طرف سے کسی بندے کو بھیج کر یہ بتا دے کہ تمہارا یہ خیال غلط ہے۔ یہی عقیدہ انسان کو مشرک بنا دینے کے لئے کافی ہے جب کسی قوم میں یہ عقیدہ پیدا ہو جائے۔ تو وہ خدا تعالےٰ کی محبت سے محروم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جو شخص یہ سمجھتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے مجھے جو کچھ دینا تھا دے دیا۔ اب اس کی طرف سے مجھے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اسے خدا تعالےٰ کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ توجہ تو وہی کرے گا۔ جو یہ سمجھتا ہے کہ خدا تعالےٰ کا کلام موجود ہونے کے باوجود مجھے اس کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ جب کسی کے دل میں یہ خیال پیدا ہو جائے۔ کہ ہدایت کے لئے میں اللہ تعالےٰ کا محتاج نہیں ہوں۔ تو اس کے دل سے محبت الٰہی بھی مٹ جائے گی۔ اور اس کی توجہ بھی خدا تعالےٰ کی طرف سے ہٹ جائے گی۔ اور یہی اس کی روحانی موت کا دن ہوگی۔ جب یہ خیال پیدا ہو جائے۔ کہ ہمارے علماء کافی ہیں۔ قرآن کریم عربی زبان میں ہے۔ اور وہ اس کے معنے ہمیں بتا سکتے ہیں تو

اس کے یہ معنے ہوں گے

کہ اب خدا تعالےٰ کی طرف سے ہمیں کسی خاص ہدایت کی حاجت نہیں۔ پھر خدا تعالےٰ کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہی کیا رہ جاتی ہے۔ جب بچہ روٹی کھانے لگ جائے۔ تو پھر ماں کی چھاتیوں کی طرف اس کی توجہ نہیں رہتی۔ لیکن جب تک وہ دودھ پیتا ہے۔ اس وقت تک ہر وقت وہ ماں کی گود میں رہتا ہے۔ اسی طرح جب تک کوئی بندہ یہ محسوس کرے۔ کہ مجھے روحانی غذا اللہ تعالےٰ کی طرف سے ملتی ہے۔ اور ملتی رہے گی۔ اس وقت تک وہ کوشش کرے گا۔ کہ خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کر سکے۔ مگر جب اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہو جائے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے مجھے جو کچھ ملنا تھا مل چکا۔ اور کچھ نہیں مل سکتا۔ تو پھر وہ خدا تعالےٰ کی طرف متوجہ نہیں ہوگا۔ بلکہ اس چیز کے ارد گرد گھومتا رہے گا۔

اس نکتہ کو سمجھتے ہوئے ہماری جماعت کو دو باتوں کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک تو یہ کہ دنیا جب اس قدر خطرناک طور پر شرک کی بلا میں مبتلا ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ

خدا تعالےٰ کی حکومت

سے دنیا باہر ہو رہی ہے۔ ہمارے دائیں بائیں اور آگے پیچھے خدا تعالےٰ کو ماننے اور اس سے محبت کا دعوےٰ کرنے والے اس کی حکومت سے باہر اور اس سے بغاوت کر رہے ہیں۔ تو ہمارے اندر کس قدر گھبراہٹ پیدا ہونی چاہئے کوئی ملک جس میں بغاوت پیدا ہو چکی ہو اس اطمینان سے نہیں بیٹھ سکتا۔

جس اطمینان سے ہماری جماعت کے لوگ بیٹھے ہیں۔ فرض کرو۔ انگلستان میں بغاوت ہو جائے یا کسی اور ملک مثلاً جرمنی اٹلی یا فرانس میں بغاوت ہو جائے تو کیا تم سمجھتے ہو کہ حکومت کے سپاہی اس اطمینان سے بیٹھے رہیں گے۔ جس اطمینان سے ہم بیٹھے ہیں۔ یاد رات دن لڑائی اور مقابلہ کے لئے تیاری کرینگے شرک بھی ایک روحانی بغاوت ہے۔ اس لئے جو لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ اسکے نتیجہ میں دنیا سے روحانی بادشاہت مٹ جائے گی انہیں دن رات یہ گھبراہٹ ہونی چاہیئے۔ اور چین نہیں لینا چاہیئے جب تک اس بغاوت کو فرو نہ کر لیں۔ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی طرف جو الفاظ منسوب کئے گئے ہیں بے شک ان الفاظ پر ہم اعتراض کرتے ہیں۔ مگر

حقیقت یہ ہے

کہ ان کی یہ دعا کہ "اے ہمارے باپ تو جو آسمان پر ہے۔ تیرا نام پاک مانا جائے تیری بادشاہت آئے۔ تیری مرضی جیسی آسمان پر پوری ہوتی ہے زمین پر بھی ہو (متی باب ۶ آیت ۹-۱۰) بالکل صحیح ہے اور اسکے معنے یہ ہیں کہ دنیا میں شرک قائم ہو کر اللہ تعالےٰ کی بادشاہت مٹ چکی ہے۔ اور وہ اپنے صحابہ کو یہ بتا رہے تھے۔ کہ تم پر لازم ہے کہ دنیا میں خدا تعالےٰ کی بادشاہت قائم کرو اور وہ انکے اندر ایک درد پیدا کرنا چاہتے تھے۔ آج بھی یہی حالت ہے کہ ہر شخص نے ظاہری اور باطنی معبود بنائے ہوئے ہیں اور سب خدا تعالےٰ سے دور ہو رہے ہیں۔ کوئی تو یہ کہتا ہے کہ ہمارے فلاں فلاں آدمیوں کو خدائی طاقتیں حاصل ہو گئی ہیں۔ اور کوئی کہتا ہے کہ یہ طاقتیں ہم کو مل گئی ہیں۔ عیسائیوں میں جو شرک ہے۔ وہ آٹوکریسی ہے۔ یعنی انہوں نے

خدا تعالیٰ کی بادشاہت

ایک یا چند اشخاص تک محدود کر دی ہے مگر مسلمانوں اور یہودیوں میں جو شرک ہے۔ وہ ڈیماکریسی ہے۔ انہوں نے خدا تعالےٰ سے خدائی صفات چھین کر آپس میں بانٹ لی ہیں۔ لیکن خدا تعالےٰ سے بہرحال بغاوت کی گئی ہے کسی رنگ کے خلاف بغاوت ہو جائے تو وہاں خواہ کوئی اور راجہ اپنی حکومت قائم کرے یا لوگ کوئی پارلیمنٹ بنا لیں۔ اس کی حکومت تو بہرحال مٹ جائے گی۔ اس زمانہ میں سوائے اس قوم کے جو یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہدایت کی ضرورت ہمیشہ رہی ہے اور رہے گی۔ الہیٰ کی طرف سے ہدایت کا زمانہ کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہوگا۔ قرآن کریم ایک سر بمہر ہدایت ہے اور اسکے سمجھنے کے لئے ایک قلب مطہر کی ضرورت ہے۔ تمام دنیا خدا تعالےٰ کی بادشاہت سے خالی ہے۔ بلکہ اس کی بادشاہت کے خلاف دنیا میں ایک عام بغاوت ہو رہی ہے۔ اور اسکے سپاہی آرام کے ساتھ بیٹھے ہیں اور انہیں پتہ ہی نہیں۔ کہ ملک تباہ ہو چکا ہے۔ اگر واقعہ میں وہ خدا تعالےٰ کے سپاہی ہیں تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ وہ گھروں میں بیٹھے رہیں کسی کی چپہ بھر زمین پر کوئی قبضہ کر لے تو زمینداروں میں خون ہو جاتے ہیں۔ اور درجنوں آدمی قتل ہو جاتے ہیں بلکہ کسی کے درخت کی شاخ اگر دوسرے کے کھیت میں چلی گئی ہو۔ اور وہ اس کو کاٹ لے تو اسی پر خون ہو جاتے ہیں۔ کاٹنے والا کہتا ہے۔ یہ میرے کھیت میں تھی۔ مگر دوسرا کہتا ہے کہ اس کی جڑ میرے کھیت میں تھی اسلئے یہ میری ہے مگر خدا تعالیٰ کی بادشاہت دنیا سے بالکل مٹ چکی ہے اور خدا تعالےٰ کے سپاہی کہلانیوالوں میں اسکے متعلق کوئی درد نہیں۔ کوئی غم نہیں۔ اور وہ بالکل اطمینان سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ پس ایک تو یہ بات ہے جس کی طرف میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں۔

میں دیکھتا ہوں

کہ اس وقت جماعت کو جس مستعدی سے کام کرنا چاہیئے۔ وہ موجود نہیں۔ قرآن کریم نے ایسی بغاوتوں کے مقابلہ کے لئے جو انتظام کیا ہے۔ اس کا نام دعوت رکھا ہے جسے اس زمانہ میں تبلیغ بھی کہا جاتا ہے۔ مگر ہماری جماعت کو اسکی طرف وہ توجہ نہیں جو ہونی چاہیئے۔ کسی مجلس میں احمدیت کو پیش کر دینا یا کسی اعتراض کا جواب دے دینا اور بات ہے مگر قرآن کریم نے کیا لطیف بات پیش کی ہے۔ فرمایا۔ اپنی اپنی جگہ پر غور کرو کہ کیا تم نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ اگر تمہارے دل گواہی دیں۔ کہ نہیں۔ تو پھر باتیں بنانے سے کیا حاصل۔ سو جماعت کے دوست بھی اسباب پر غور کریں۔ کہ کیا وہ اپنا فرض ادا کر رہے ہیں۔ مثلاً لاہور کی جماعت ہے۔ لاہور چونکہ ایک مرکزی جگہ ہے۔ اور یہاں کی جماعت کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ اسلئے یہاں کے دوستوں کو بھی اپنے فرائض بہت زیادہ مستعدی سے ادا کرنے چاہئیں۔ مگر باوجودیکہ میں ہر سفر کے موقعہ پر احباب کو توجہ دلاتا ہوں کہ تبلیغ کرو۔ اور

جماعت کو بڑھاؤ

جب بھی میں آتا ہوں۔ نئی تجاویز تو بہت پیش ہوتی ہیں لیکن عملی نتیجہ بہت کم نظر آتا ہے۔ آپ لوگ جو یہاں موجود ہیں۔ غور کریں کہ آپ نے تبلیغ میں کیا کوشش کی ہے اور خدا تعالےٰ کی حکومت کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے کیا جدوجہد عمل میں لائے ہیں۔ بعض لوگ یونہی کہدیتے ہیں کہ کیا کریں۔ لوگ ہماری بات سنتے ہی نہیں۔ مگر میں سمجھتا ہوں۔ یہ صحیح نہیں یہ انسانی فطرت کا غلط مطالعہ ہے۔ انسانی فطرت کو اللہ تعالےٰ نے ایسا بنایا ہے۔ کہ وہ مجبور کے طور پر بھی دوسرے کی بات سنتا ہے۔ غلطی ہماری ہے کہ جس رنگ میں ہم بات کو پیش کرتے ہیں۔ وہ سننے کے قابل نہیں ہوتی۔ ہماری جماعت میں

عام طریق یہی ہے

کہ کسی کو تبلیغ کرتے وقت وفات مسیح کو شروع کر دیں گے یا ضرورت نبوت کا مسئلہ پیش کر دیں گے۔ وہ یہ نہیں جانتے کہ بعض دماغ اتنے زنگ آلود ہوتے ہیں کہ ان میں ایسی باتوں کے لئے کوئی جگہ ہی نہیں ہوتی۔ بھلا جو شخص خدا کا ہی قائل نہیں۔ یا نبوت کا قائل نہیں۔ وہ ان باتوں میں کیا دلچسپی لے سکتا ہے مسلمانوں میں کئی لوگ ایسے ہیں۔ جو یوں تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے بڑی غیرت کا اظہار کرتے ہیں لیکن اندرونی طور پر وہ خدا تعالےٰ کے بھی منکر ہوتے ہیں۔ یونہی ماں باپ سے سنکر وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ ورنہ اسلام سے ان کو کوئی وابستگی نہیں ہوتی ایسے لوگوں کے دلوں میں پہلے خدا تعالےٰ کی خشیت پیدا کرنی چاہیئے۔ تا وہ دینی باتوں کو سننے لگ جائیں اور خشیت رب سے بہتر نمونہ سے پیدا کی جا سکتی ہے باتوں سے نہیں۔ جب کوئی دیکھے۔ کہ اس شخص میں ایسی روحانیت ہے جو دوسروں میں نہیں تو اس کا دل خود بخود اسکی طرف مائل ہو جاتا ہے

حضرت حمزہؓ کے اسلام لانیکی وجہ

یہی تھی کہ انہوں نے ان تکالیف کو دیکھا جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دی جا رہی تھیں اور پھر اس سنجیدگی کو دیکھا۔ جس سے آپ ان کو برداشت کرتے جا رہے تھے اور اس طرف بھی ان کو ایک غلام اور جاہل عورت نے متوجہ کیا۔ آپ نے کوئی دلائل نہیں سنے کہ کوئی خدا ہے یا نہیں اور کوئی الہام نازل ہوتا ہے یا نہیں۔ صرف اسباب کو دیکھا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سنجیدگی کے ساتھ اپنی بات پر قائم ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ کہ دنیا کا غم مجھ ہی کو ہے اس چیز نے ان کا دل بدل دیا اور وہ ایمان لے آئے۔ احادیث میں آتا ہے کہ حضرت حمزہ ایک دن شکار کے لئے باہر گئے ہوئے تھے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو ابوجہل نے مارا اور گالیاں بھی دیں آپ اس وقت پتھر کی ایک چٹان پر بیٹھے کچھ سوچ رہے تھے کہ ابوجہل آگے بڑھا اور اس نے آپ کو گالیاں دینی شروع کر دیں اور پھر زور سے ایک تھپڑ آپ کے منہ پر مار دیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے کچھ نہیں کہا آپ خاموشی سے اٹھے اور گھر تشریف لے گئے حضرت حمزہ کی ایک لونڈی یہ نظارہ دیکھ رہی تھی وہ عورت ذات تھی۔ خود تو کچھ نہ کر سکتی تھی منہ میں بڑبڑاتی ہوئی رہ گئی۔ اور شام تک غصہ میں بھری رہی۔ شام کو حضرت حمزہ کمان اور ترکش لٹکائے ہوئے گھر آئے۔ ہاتھ میں شکار پکڑا ہوا تھا اور اس انداز سے چلے آ رہے تھے کہ گویا کوئی بڑا کارنامہ سرانجام دے کر آئے ہیں جب گھر کے اندر داخل ہوئے تو وہ لونڈی جو مسلمان نہ تھی۔ مگر

اس قربانی کا نظارہ

دیکھ چکی تھی۔ کہ لوگ مارتے ہیں۔ صرف اس وجہ سے کہ آپ خدا کا نام لیتے ہیں اس نے حضرت حمزہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ بڑے سپاہی بنے پھرتے ہو۔ کیا کام کر کے آئے ہو۔ تمہارے بھتیجے کو آج ابوجہل نے مارا صرف اس وجہ سے کہ وہ اللہ تعالےٰ کا نام لیتا تھا۔ تم کس برتے پر بہادر بنے پھرتے ہو۔ حضرت حمزہؓ نے شکار کے شوق میں کبھی یہ نظارہ دیکھا ہی نہ تھا کہ مکہ میں کیا

فوراً پلٹے

آپ نے لونڈی سے پوچھا۔ کہ کیا ہوا اس نے کہا کہ اس طرح وہ اکیلا بیٹھا ہوا تھا کہ ابوجہل نے اسے مارا یہ سنکر آپ نے شکار کا سامان نہیں اتارا اسی طرح کمان ہاتھ میں پکڑے گئے — اور جا کر

وہی کمان ابوجہل کے منہ پر ماری اور کہا کہ بڑے بہادر بنے پھرتے ہو۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مارتے ہو۔ اگر جرأت ہے تو آؤ مجھے مارو۔ یہ دیکھ کر لوگ اٹھے کہ ہیں ہیں یہ کیا۔ وہ تو دین میں تغیر کرتا ہے۔ اس پر حضرت حمزہ نے کہا کہ اچھا اگر وہ دین میں تغیر کرتا ہے۔ تو سُن رکھو۔ کہ میرا بھی وہی دین ہے۔ آؤ اگر لڑنا چاہتے ہو۔ تو مجھ سے لڑو۔ تو یہ سنجیدگی ہی تھی۔ جس کا یہ اثر تھا۔ اور خشیت تھی۔ جو لونڈی نے پیدا کر دی تھی وہ دیکھ رہی تھی۔ کہ آخر محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا قصور کیا ہے۔ وہ کسی کی زمین پر قبضہ نہیں کرتے۔ کسی کا مال نہیں چھینتے کسی شخص کو اس کے کسی حق سے محروم نہیں کرتے۔ صرف خدا کا نام لیتے ہیں۔ اور یہ لوگ محض اس غرور میں کہ یہ طاقتور ہیں۔ آپ کو مارتے ہیں۔ ان کے اس مارنے نے حضرت حمزہ کی شرافت کو گھائل کر دیا۔ اور انہوں نے کہا کہ اگر انسانیت اس قدر گر گئی ہے۔ تو جو شخص خدا تعالےٰ کیلئے تکلیف اٹھا رہا ہے۔

یقیناً وہی سچا ہے

اور میں بھی اس کے ساتھ ہوں انہوں نے کوئی دلیل نہیں سنی۔ کوئی مسائل نہیں سمجھے۔ اس سے قبل وہ خدا تعالےٰ کی توحید کے دلائل بھی سنتے ہوں گے اور نبوت کے ثبوت بھی۔ مگر ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیتے ہوں گے۔ وہ فرشتوں کا ذکر بھی سنتے ہوں گے اور قیامت کا بھی۔ مگر کسی کی پروا ان کو نہ تھی۔ اور نہ ان میں سے کوئی چیز ان پر اثر انداز ہوتی تھی۔ مگر جب ان کو یہ خیال ہوُا۔ کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیم تو معلوم نہیں۔ اچھی ہے یا بری مگر وہ سنجیدگی سے اس پر قائم ہیں۔ اور دنیا کی مخالفت کی ان کو کوئی پروا نہیں۔ تو حمزہ کی شرافت نے جوش مارا۔ اور انہوں نے کہا۔ کہ یہ شخص اصول کے لئے قربانی کر رہا ہے۔ اور بے ضرر ہونے کے باوجود دنیا کی مخالفت کا شکار بنا ہوُا ہے۔ اس کے پاس ضرور کوئی ایسی چیز ہے۔ جس سے دنیا ڈرتی ہے اور وہ ہدایت کی طرف آ گئے۔ اسی طرح ہزاروں لاکھوں انسان ایسے ہوں گے۔ جن کی شرافت طبعی ان کو اسلام کی طرف لے آئی۔ انہوں نے دیکھا۔ کہ علماء جب دلائل سے اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ تو پھر دکھ دینے لگتے ہیں۔ اور اس کے مقابلہ میں آپ کی قربانی کو دیکھ کر وہ اسلام کی صداقت کے قائل ہو گئے۔ تو اللہ تعالےٰ نے

انسان کی فطرت

میں یہ بات رکھی ہے کہ سنجیدگی سے وہ ضرور متاثر ہوتا ہے۔ اور جب کوئی شخص سنجیدگی سے کسی بات پر قائم ہو جائے۔ تو لوگ ضرور اس کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ لیکن اگر کہا کچھ جائے اور کیا کچھ جائے تو پھر کوئی پروا نہیں کرتا۔ پچھلے دنوں بعض طالب علم مجھے ملے اور انہوں نے کہا کہ لوگ ہماری باتوں کو سنتے نہیں۔

میں نے کہا۔ کہ تم پہلے اپنی شکلوں کو تو دیکھو۔ کیا یہ ویسی ہی ہیں۔ جیسی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قائم کرنا چاہتے تھے۔ اگر نہیں تو پھر لوگ تمہاری منہ کی باتوں کو کس طرح توجہ سے سن سکتے ہیں۔ جب تم سنانے لگوگے۔ وہ کہے گا۔ کہ عمل نہ اس کا ہے نہ میرا۔ پھر باتوں کا کیا فائدہ۔

یاد رکھو

جب انسان کے دل میں جوش ہو۔ تو اس کے ساتھ اس کے اندر ایک تغیر بھی ہوتا ہے۔ اور یہی تغیر دراصل لوگوں پر اثر ڈالتا ہے۔ کئی لوگ مجھ سے کہتے ہیں۔ کہ لوگوں پر سکھوں کا بہت رعب ہے۔ میں ہمیشہ ان کو یہی کہتا ہوں۔ کہ انہوں نے اپنے ظاہری عمل سے اپنا رعب قائم کیا ہے۔ وہ اپنی روایات پر اس شدت کے ساتھ عمل کرتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کو شرم آ جانی چاہیئے۔ تم گرمی کے موسم میں تھوڑے عرصہ کے لئے بھی بال نہیں رکھ سکتے۔ مگر وہ رکھتے ہیں اور شوق کے ساتھ رکھتے ہیں۔ لوگ ہمیشہ اصول کی پابندی کو دیکھتے ہیں۔ اور پھر وہ سمجھتے ہیں۔ کہ ضرور کوئی نہ کوئی بات ایسی ہے جس کے لئے یہ لوگ تکالیف اٹھاتے ہیں۔ پس پہلی اور ضروری چیز یہ ہے کہ اپنے نمونہ سے ثابت کرو۔ کہ جس چیز کو تم نے اختیار کیا ہے۔ اس کی عظمت تمہارے دل میں ہے۔ ایک دفعہ ایک نوجوان مجھ سے گفتگو کر رہا تھا ایک سوال کے جواب میں وہ کہنے لگا کہ کیا

اسلام کی بنیاد

داڑھی پر ہے۔ وہ سمجھتا تھا۔ کہ یہ کہیں گے نہیں۔ تو میں کہہ دوں گا۔ کہ پھر اگر میں نے چھوڑ دی۔ تو کیا حرج ہے۔ مگر میں نے کہا کہ اسلام کی بنیاد داڑھی پر تو بے شک نہیں مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت پر ضرور ہے۔ اس کے آگے پھر وہ بات نہیں کر سکا۔ میں نے اسے کہا کہ بے شک داڑھی کا سوال کوئی اہم نہیں۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا سوال بے حد اہم ہے۔ جب کوئی شخص رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا اتنا معمولی سا حکم نہیں مان سکتا۔ تو پھر اس سے یہ کیونکر امید کی جا سکتی ہے۔ کہ وہ کوئی بڑا حکم مانے گا۔ داڑھی نہ رکھنے والے کی تو یہی مثال ہے۔ کہ جیسے کوئی شخص کہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ مجھ سے ایک پیسہ مانگا تھا اس لئے میں نے نہیں دیا۔ یہ بات سننے والے سب اسے پاگل کہیں گے۔ اور کہیں گے کہ اگر تم سے لاکھ روپیہ مانگا جاتا تو کس طرح کیا جا سکتا ہے۔ کہ تم ادا کر دیتے۔ تم خود اقرار کرتے ہو کہ تم سے جو مانگا گیا۔ وہ بہت تھوڑا تھا۔ اور جب تم اقرار کرتے ہو۔ کہ تم نے وہ بھی پیش نہیں کیا۔ تو پھر جب زیادہ قربانی کا موقعہ آئے۔ تو تم سے کیا امید کی جا سکتی ہے۔

اسلامی تمدن اور اس کے اصول

کو دنیا میں قائم کرنا بہت بڑی تبلیغ ہے۔ جب لوگ دیکھیں گے۔ کہ یہ لوگ جو دنیا کے نقطۂ نگاہ سے وحشی نظر آتے ہیں۔ اپنی بات پر اس لئے قائم ہیں کہ خدا تعالےٰ نے یہ حکم دیا ہے۔ اور ہمارے اثر سے باہر ہو گئے ہیں تو وہ ڈریں گے کہ اب ان کا دوسرا قدم یہ ہوگا۔ کہ یہ ہم پر حملہ کریں گے۔ اور دنیا میں وہ شخص یا قوم غالب نہیں ہوُا کرتی۔ جس کے گھر پر حملہ ہو۔ بلکہ حملہ آور ہی غالب ہوُا کرتا ہے۔ مگر حملہ سے یہ مراد نہیں کہ لٹھ مار کر کسی کا سر پھوڑ دیا جائے۔ بلکہ حملہ کا مطلب یہ ہے کہ اپنے اصول دنیا کے سامنے پیش کر کے ان کو قائم کرنے کے لئے جدوجہد کی جائے حملہ کے لئے ہمیشہ جرأت کی ضرورت ہوتی ہے اور وہی شخص دوسرے کے گھر پر حملہ کرنے کی جرأت کر سکتا ہے۔ جس کا اپنا گھر محفوظ ہو۔ جس کے اپنے گھر میں بہت سے دشمن ہوں۔ وہ کسی کے گھر پر کیا چڑھائی کریگا اسی طرح جب

ہمارا اپنا تمدّن

اسلامی تمدن کے خلاف ہو تو دوسروں سے اس کی فضیلت کس طرح منوا سکتے ہیں۔ جو بات ہم اپنے نفس سے بھی نہیں منوا سکے۔ وہ دوسروں سے کیسے منوا سکتے ہیں۔ پس سب سے پہلے اپنے اندر سنجیدگی پیدا کرو۔ پھر دوسروں کی فطرت سے اپیل کرو۔ بلکہ اپنے اندر سنجیدگی پیدا کرنا خود دوسروں سے اپیل کے مترادف ہوگا تمہارے اردگرد بسنے والے جب دیکھیں گے کہ ہم اسلامی تعلیم پر عمل نہیں کرتے۔ مگر یہ لوگ کرتے ہیں اور تکلیف اٹھانے کے باوجود کرتے ہیں۔ تو ان پر وہی اثر ہونا لازمی ہے۔ جو حضرت حمزہؓ پر ہوُا تھا۔ وہ غور کریں گے کہ جن باتوں میں ہمیں لذت ملتی ہے ان کو بھی ملتی ہے۔ مگر یہ محض اسلام کی تعلیم کی وجہ سے اس سے لذت اندوز نہیں ہوتے جس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے پاس ضرور کوئی ایسی چیز ہے جو ان کے اندر مقابلہ کی قوت پیدا کرتی ہے۔ اور پھر وہ غور کے ساتھ ہماری باتیں سنیں گے۔ پس

پہلی چیز یہ ہے

کہ آپ لوگ اپنے دلوں میں خشیت پیدا کریں۔ میں نے پہلے بھی لاہور میں دوستوں کو یہ نصیحت کی تھی۔ کہ وہ وفات مسیحؑ اور ضرورت نبوت پر بحث کرنے کی بجائے اگر لوگوں کے دلوں میں خشیت پیدا کریں تو تبلیغ کا دائرہ بہت وسیع ہو سکتا ہے۔ لوگ کیوں اسلام اور احمدیت کی طرف نہیں آتے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ مختلف قسم کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ ان زنجیروں کو توڑو۔ تو پھر آئیں گے جب دل شیطان کے قبضہ میں ہوں تو اسطرف توجہ کیسے ہو سکتی ہے۔ پہلے دلوں میں خشیت پیدا کرو۔ پھر خود بخود لوگ توجہ کرنے لگیں گے۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ میری ان باتوں کی طرف بہت کم توجہ کی گئی ہے۔ اگر سچائی۔ دیانت نیکی۔ تقویٰ۔ احسان اور ہمدردیٔ خلق پر آپ لوگ وعظ کریں تو آپ کے اپنے اندر بھی یہ صفات پیدا ہونگی۔ اور آپ لوگوں کی اپنی اصلاح بھی ہوگی۔ اور سننے والوں کی بھی۔ آپکے زنگ بھی دور ہونگے اور ان کے بھی۔ مگر میرے باربار توجہ دلانیکے باوجود اس طرف توجہ نہیں کی گئی جس کا

نتیجہ یہ ہے

کہ سلسلہ کی ترقی اس رنگ میں نہیں ہو رہی۔ جس رنگ میں ہونی چاہیئے۔ آج ہی جماعت احمدیہ لاہور کے امیر

صاحب کو میں نے حساب کر کے بتایا تھا کہ جس رفتار سے جماعت احمدیہ لاہور کی ترقی ہو رہی ہے اس کو دیکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ ۲۵ ہزار سال تک لاہور میں احمدیوں کی کثرت ہو جائے گی اور ظاہر ہے کہ لاہور دنیا کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں اور جب اس کے لئے ہزاروں سال درکار ہیں تو پھر باقی دنیا میں احمدیت پھیلنے کے لئے کتنا عرصہ درکار ہو گا اور یہ اس وجہ سے ہے کہ جماعت کے دوست یہ سمجھ کر کہ میرا باپ بھائی اور رشتہ دار تو احمدی ہو چکے ہیں چلو چھٹی ہوئی خاموش ہو کر بیٹھ جاتے ہیں اور دنیا میں خدا تعالےٰ کی بادشاہت قائم کرنے کا خیال بھی ان کو نہیں آتا جو شخص تو

خدا تعالےٰ کی بادشاہت

کے قیام کے مقصد کو سامنے رکھتا ہے۔ وہ اس وقت تک آرام چین سے نہیں بیٹھ سکتا جب تک ایک فرد بھی اس سے باہر ہے لیکن جسے اپنے آرام کا خیال ہے وہ اپنے خویش و اقارب کے احمدی ہو جانے پر مطمئن ہو سکتا ہے اور خیال کر سکتا ہے کہ اب خدا تعالےٰ کا فضل ہو گیا ہے اور امن ہو گیا ہے۔ لیکن ہمارا اپنے لئے امن حاصل کرنا نہیں بلکہ خدا تعالےٰ کی بادشاہت قائم کرنا ہے اور جب تک یہ نہ ہو جائے ہمیں آرام اور چین سے نہیں بیٹھنا چاہیئے اور اپنے عملی نمونہ سے ایسا رویہ اختیار کرنا چاہیئے کہ لوگوں کے دل خود بخود اس طرف کھنچے چلے آئیں۔

میں نے بارہا بتایا ہے

کہ یہ تعلیم کہ ظلم برداشت کرو۔ یہ شکست کا ذریعہ نہیں بلکہ فتح کا ہے اور یہ ہار کا نہیں بلکہ فتح کا موجب بنتا ہے۔ ظلم کو بزدلی سے برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اگر تم ظلم کو اس لئے برداشت کرتے ہو کہ اس کے مقابلہ کی طاقت تم میں نہیں تو بے شک تم بزدل ہو اور اس کا نتیجہ کچھ نہیں ہو گا۔ لیکن اگر ایسی حالت میں برداشت کرتے ہو کہ تم میں مقابلہ کی طاقت ہے۔ تمہارے پاس بھی ہتھیار ہے تو یہ بزدلی نہیں اسی لئے میں نے بارہا کہا ہے کہ ہمیشہ اپنے پاس

سوٹی رکھا کرو

کیونکہ اگر تم نہتے ہو کر مار کھاؤ گے تو دنیا بھی کہے گی کہ یہ نہتا تھا۔ اگر اس کے پاس ہتھیار ہوتا تو شاید یہ بھی مارتا۔ لیکن جب ہتھیار ہونے اور طاقت رکھنے کے باوجود تم مار کھاؤ گے تو

لوگوں کے دل محسوس کریں گے کہ خدا تعالیٰ کے لئے تم نے قربانی کی ہے یہاں

لاہور کا ہی واقعہ ہے

یہاں کے دوستوں پر تبلیغ کرنے کا دورہ ایک دفعہ آیا۔ تو بعض دوست تبلیغ کے لئے کسی گاؤں میں گئے۔ وہاں کے لوگوں نے ان کو مارا۔ یہ اگرچہ اچھی تعداد میں تھے مگر انہوں نے ہاتھ نہ اٹھایا۔ ان میں سے کسی کی پگڑی بھی وہاں رہ گئی اور یہ سب چلے آئے۔ اس پر گاؤں سے کئی میل کے فاصلہ پر سے ایک شخص آ کر ان سے ملا۔ اس نے پگڑی واپس کی اور کہا کہ سچائی واقعی آپ کے پاس ہے۔ مجھے اپنی بالکل تسلی ہے تو جب طاقت رکھنے اور ہتھیار موجود ہونے کے باوجود ظلم کو برداشت کیا جائے تو دوسروں پر ضرور اثر ہوتا ہے۔ اور انسانی فطرت اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔

اب تک لاہور کے تمام محلوں میں بھی احمدیت نہیں پھیلی اور اگر کبھی ترقی بھی ہوتی ہے تو اس کی رفتار اتنی سست ہوتی ہے کہ خدا تعالےٰ کی حکومت قریب آئی ہوئی نظر نہیں آتی۔ جن محلوں میں چند افراد احمدی ہو گئے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اب ہمارے لئے گھبراہٹ کی کوئی وجہ نہیں انہیں کبھی خیال ہی نہیں آتا کہ ان کا کام ساری دنیا میں خدا تعالےٰ کی بادشاہت قائم کرنا ہے۔ پس میں پھر دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو اور پوری کوشش سے

تبلیغ میں لگ جاؤ

یہ ضروری نہیں کہ سارے ہی سمجھیں تو کام شروع کیا جائے۔ اگر ایک شخص بھی اپنی ذمہ واری کو سمجھ لے تو اسے چاہیئے کہ کام شروع کر دے اور دوسروں کے انتظار میں اپنے آپ کو خدمت سے محروم نہ رکھے۔ لوگ دیکھتے رہتے ہیں کہ دوسرے کریں تو ہم بھی کریں گے حالانکہ نیک کام میں دوسروں کے انتظار کی ضرورت نہیں ہوتی اگر کوئی فرد واحد بھی دینی ذمہ واری کو سمجھ کر کام میں لگ جائے تو وہی خدا تعالےٰ کے فضلوں کا وارث ہو سکتا ہے۔ اکیلا ہونے سے گھبرانے کی کوئی وجہ نہیں۔ جبکہ ہر نبی اکیلا تھا۔ کوئی نبی ایسا نہیں جس کے ساتھ پہلے ہی کوئی جماعت ہو اور اس مثال سے اللہ تعالےٰ نے یہ بتایا ہے کہ کامیاب ہمیشہ اکیلے ہی ہوا کرتے ہیں۔ جو اس امید میں بیٹھے رہتے ہیں کہ دوسرے آئیں تو ہم چلیں گے وہ کبھی کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

کہ واعلموا ان اللّٰہ یحول بین المرء وقلبہ (انفال ع۳) اللہ تعالےٰ کی طرف سے انسان کے دل پر نیکی کی تحریک ہوتی ہے جب یہ اگر وہ خاموش ہو جائے۔ تو پھر دل مر جاتا ہے۔ پس اگر کسی ایک کے دل میں بھی یہ جوش پیدا ہو جائے کہ

کام کرنا چاہیئے

تو وہ دوسرے کا انتظار نہ کرے۔ اور کام شروع کر دے۔ مگر عقلمندی کے ساتھ جس طرح ایک قابل جرنیل صرف ایک ہی جگہ پر اپنی طاقت صرف نہیں کر دیتا۔ بلکہ کبھی ایک جگہ حملہ کرتا ہے اور کبھی دوسری جگہ۔ کبھی اس طرف اور کبھی اس طرف۔ حتیٰ کہ وہ جگہ تلاش کر لیتا ہے جہاں سے حملہ کر کے دروازہ کو توڑا جا سکتا ہے۔ پس تبلیغ عقل کے ساتھ کرنی چاہیئے۔ اگر ایک شخص بھی اپنی ذمہ واری کو سمجھتے ہوئے کام شروع کر دے تو وہ اس جگہ خدا تعالیٰ کے نبی کا قائمقام ہو گا۔ کیونکہ

انبیاء کی یہ خصوصیت ہے

کہ وہ اکیلے ہی کام کرتے ہیں۔ پس جو اکیلا ہو کر کام کرے گا۔ وہ خدا تعالےٰ کے انبیاء کا ظل ہو گا۔ ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہنے کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ لاہور کی جماعت نے اب تک کوئی خاص ترقی نہیں کی اور اب بھی اگر کسی کے دل میں تحریک تو ہو لیکن وہ یہ خیال کرے کہ دوسرے اٹھیں۔ تو میں بھی اٹھوں گا۔ تو نتیجہ وہی ہو گا جو اب تک ہوا ہے۔ لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ کوئی میرا ساتھ دیتا ہے یا نہیں۔ میں اکیلے ہی کام شروع کرتا ہوں۔ تو وہ نہ صرف یہ کہ خود کامیاب ہو گا۔ بلکہ دوسروں کو بھی اپنے ساتھ ملا لے گا کیونکہ

خدا تعالےٰ مومن کو کبھی اکیلا نہیں رہنے دیتا۔ اگر کسی ایک کے دل میں تحریک ہو۔ تو وہی کام شروع کر دے۔ مگر پہلے اپنے

اعمال کی اصلاح

کرے اور اپنی شکل وصورت سے ثابت کرے کہ وہ اسلام کی بات کو سب سے زیادہ اہم سمجھتا ہے۔ اپنی شکل وصورت تمدن کلام۔ گفتگو۔ زبان۔ اخلاق کو اسلامی بناؤ۔ پھر لوگ خود بخود تمہارا اثر قبول کریں گے اور تمہارے اندر ایسی مقناطیسی طاقت پیدا ہو جائے گی۔ جو خود بخود دوسروں کو کھینچ لے گی میں امید کرتا ہوں۔ کہ یہاں کی جماعت بھی اور باہر کی جماعتیں بھی میرے اس خطبہ کے بعد اپنی ذمہ واریوں کو محسوس کریں گی کہ گزشتہ

سستیوں کا بھی ازالہ ہو

اور جماعت ترقی کرے اور ہمیں اسلامی تمدن قائم کرنے میں سہولتیں میسر آ سکیں کئی اسلامی احکام ایسے ہیں کہ جب تک جماعت کی تعداد زیادہ نہ ہو۔ ان کو قائم نہیں کیا جا سکتا۔ پس اول تو ہر شخص اپنے فرض کو ادا کرے۔ لیکن اگر کسی ایک شخص کے دل میں تحریک ہو تو وہ دوسروں کا انتظار کئے بغیر اکیلا ہی کام شروع کر دے اور پھر استقلال کے ساتھ کرتا چلا جائے۔ تاکہ اگر دس سال کے بعد بھی کوئی پوچھے تو وہ کہہ سکے کہ میں نے اس پر عمل کیا ہے اور یقیناً ایسا شخص دوسروں کے لئے ایک نمونہ اور راہنما کا کام دے گا۔

درخواستہائے دعا

(۱) مکرم نذیر احمد صاحب مدرس لدھیانہ کا لڑکا منیر احمد عرصہ ایک ماہ سے بعارضہ ٹائیفائڈ بیمار ہے۔

(۲) امتیاز احمد صاحب ظفر کی بیوی سخت بیمار ہے۔

(۳) ٹھیکیدار چوہدری محمد سلیمان صاحب طارق دارالرحمت غربی کا بھتیجا جمیل احمد عرصہ ایک سال سے بیمار چلا آ رہا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ان سب کو شفائے کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

ضروری اعلان

میں اپنے ناناجان مرحوم حضرت شیخ غلام احمد صاحب واعظ صحابیؓ (نومسلم) جو کھنّہ ضلع لدھیانہ کے رہنے والے تھے کے حالاتِ زندگی قلمبند کر رہا ہوں۔ بزرگان سلسلہ سے استدعا ہے کہ اگر وہ ان کے حالات سے واقف ہوں تو خاکسار کو تحریر فرمائیں یا ربوہ میں محترم چوہدری عبد الرحمٰن صاحب شاکر کارکن دفتر اصلاح وارشاد کو لکھیں۔ ممنون ہوں گا

ڈاکٹر بشیر الدین احمد (ہیلتھ اسسٹنٹ) ناظم تحریک جدید

خدام الاحمدیہ لائلپور ۱۲۹ پیپلز کالونی۔ لائلپور

وصایا

ذیل کی وصایا منظوری سے قبل شائع کی جارہی ہیں۔ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

نمبر ۱۵۶۹۲ میں عبدالرحیم مدہوش رحمانی ولد حافظ عبدالرحمان صاحب قوم پٹھان پیشہ ملازمت عمر ۳۳ سال تاریخ بیعت ۱۹۴۸ء ساکن ۱/۱۳۱ مارٹن روڈ کوارٹرز کراچی ۵ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۸ اپریل ۱۹۶۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے میرا ایک پلاٹ ایک کنال پانچ مرلے محلہ دارالرحمت شرقی ربوہ میں ہے۔ جس کی قیمت مبلغ بارہ سو روپے پچاس روپے میں نے ادا کر دئے ہوئے ہیں (۲) اس کے علاوہ میں ملازمت کرتا ہوں جس سے مجھے ماہوار تنخواہ مبلغ تین سو-/۳۰۵ پانچ روپے ملتی ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اس کے بعد میں کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائیداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی فقط ۸ اپریل ۱۹۶۰ء ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

العبد عبدالرحیم مدہوش رحمانی بقلم خود
گواہ شد چوہدری محمد حسین پریذیڈنٹ حلقہ مارٹن روڈ موصی ۴۰ کراچی ۵
گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سکرٹری وصایا احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن کراچی

نمبر ۱۵۶۹۳ میں کلثوم بیگم رحمانی زوجہ عبدالرحیم مدہوش صاحب رحمانی قوم قریشی پیشہ خانہ داری عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۱۳۱/۱ مارٹن روڈ کوارٹرس کراچی ۵ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج تاریخ ۸ اپریل ۱۹۶۰ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے (۱) میرا حق مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ تھا جو میں نے اپنے خاوند سے وصول کرلیا ہوا ہے یہ حق مہر کی رقم میں نے اپنے مکان بنانے پر لگادی ہوئی ہے جس کی قیمت اسوقت مبلغ پندرہ ہزار -/۱۵۰۰۰ روپیہ ہے۔ یہ مکان پی۔ای۔سی۔ ایچ سوسائٹی کراچی میں ہے (۲) میرا زیور طلائی وزن پانچ تولہ تقریباً قیمتی چھ سو پچیس -/۶۲۵ روپے ہے۔ اس کے علاوہ میری اور کوئی جائیداد نہیں ہے۔

میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اگر اس کے بعد میں کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی۔ اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائیداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ فقط ۸ اپریل ۱۹۶۰ء ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

الامتہ کلثوم بیگم رحمانی بقلم خود
گواہ شد عبدالرحیم مدہوش رحمانی خاوند موصیہ۔
گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سکرٹری وصایا۔ احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن کراچی۔

نمبر ۱۵۶۹۴ میں عائشہ بیگم زوجہ مرزا عبدالرحمٰن صاحب قوم مغل پیشہ خانہ داری عمر ۴۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۲۵۳ پاکستان کوارٹرس لارنس روڈ کراچی ۳ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۹ اپریل ۱۹۶۰ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے۔ میرا حق مہر مبلغ پانچ سو روپے جو میں نے اپنے خاوند سے وصول کر چکی ہوں (۲) زیور طلائی وزن ۱/۲ ۴ تولہ قیمتی پانچ سو ساٹھ -/۵۶۰ روپے ہے۔ اس کے علاوہ میری اور کوئی جائداد نہیں ہے میں اپنے حق مہر اور زیور کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد میں کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپردازکو دیتی رہونگی اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائیداد ثابت ہوگی تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی فقط ۹ اپریل ۱۹۶۰ء ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

الامتہ عائشہ بیگم بقلم خود۔
گواہ شد مرزا عبدالرحمن بقلم خود خاوند موصیہ
گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سکرٹری وصایا احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن کراچی۔

نمبر ۱۵۶۹۵ میں سعید احمد اشرف ولد جمعدار شرافت احمد خاں صاحب قوم اعوان پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۶۰/۶/۱ دہلی سوداگر ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی ۵ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۸ مارچ ۱۹۶۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اس وقت کوئی نہیں ہے میں ملازمت کرتا ہوں اور مجھے ایک سو پچیس -/۱۲۵ ماہوار تنخواہ ملتی ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد میں کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائیداد ثابت ہوگی۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔ فقط ۲۸ مارچ ۱۹۶۰ء ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

العبد سعید احمد اشرف
گواہ شد عبدالباسط مربی سلسلہ احمدیہ کراچی۔
گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سکرٹری وصایا احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن کراچی۔

الفضل سے خط وکتابت
کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں

جامعہ نصرت ربوہ کیلئے چوکیدار کی ضرورت

جامعہ نصرت کے لئے ایک چوکیدار کی ضرورت ہے۔ تنخواہ ۵۰-۱/۲ ۱-۳۵ کے گریڈ میں علاوہ -/۲۵ روپے گرانی الاؤنس دی جائے گی۔ آسامی مستقل ہے درخواستیں امیر یا پریذیڈنٹ کی سفارش کے ساتھ ۲۰ مئی ۱۹۶۰ء تک دفتر ہذا میں پہنچ جانی چاہئیں۔

عمر ۵۰ اور ۵۵ برس کے درمیان ہو۔ تعلیم پرائمری تک ہو۔

(پرنسپل)

جامعہ نصرت ربوہ کیلئے مالی کی ضرورت

جامعہ نصرت میں ایک مالی کی آسامی پُر کرنے کے لئے ایک محنتی اور تجربہ کار آدمی کی ضرورت ہے۔

تنخواہ ۴۰-۱-۳۰ کے گریڈ میں علاوہ -/۲۵ روپے گرانی الاؤنس دی جائے گی۔ آسامی مستقل ہے۔

درخواستیں امیر یا پریذیڈنٹ کی تصدیق کے ساتھ ۲۰ مئی ۶۰ء تک دفتر ہذا میں پہنچ جانی چاہئیں۔ درخواست کے ہمراہ سابقہ تجربہ کا سرٹیفکیٹ ہونا ضروری ہے۔ درخواست دہندہ کی عمر تقریباً ۴۰ سال ہونی چاہئے

(پرنسپل)

منسوخی وصیت

محترم غلام حسین صاحب وصیت ۱۰۷۶۵ ولد فقیر محمد صاحب ساکن موضع کنیاں ڈاک خانہ حویلی ضلع پونچھ کی وصیت بوجہ بقایا زائد از چھ ماہ زیر ریزولیوشن E-69 / 1-5-60 صدر انجمن احمدیہ نے منسوخ کردی ہے۔ موصی موصوف کا ایڈریس معلوم نہیں لہذا انہیں بذریعہ اعلان ہذا اطلاع دی جاتی ہے۔

سیکرٹری مجلس کارپرداز

صدر ایوب لنڈن سے کراچی واپس پہنچ گئے (بقیہ صفحہ اول)

روانہ ہوئے تھے راستے میں آپ نے شہنشاہ ایران اور ٹرکی کے صدر جناب جلال بایار سے بات چیت کی۔ لنڈن پہنچ کر آپ دولتِ مشترکہ کے وزراء اعظم کی کانفرنس میں شریک ہوئے جس میں آپ نے اہم کردار ادا کیا۔ صدر آج شام پانچ بجے ایوان صدر میں ایک پریس سے خطاب کر رہے ہیں۔ آپ

بدھ کے روز بذریعہ کار سے راولپنڈی روانہ ہوں گے۔ راستے میں آپ ان متعدد استقبالیہ تقاریب میں شریک ہوں گے جن کا اہتمام شہری عوام کی طرف سے حیدر آباد، خانیوال، منٹگمری، لاہور، گوجرانوالہ، گجرات، لالہ موسیٰ اور جہلم کے ریلوے اسٹیشنوں پر کیا جا رہا ہے۔

درخواست دعا

(از محترم جناب ماسٹر فقیر اللہ صاحب افسر امانت تحریک جدید)

میں تقریباً ڈیڑھ ماہ سے عرق النساء Sciatica pain میں مبتلا ہوں۔ پہلے تو شدید درد ہوتی تھی۔ اب نسبتاً کم ہے پھر بھی چلنے پھرنے میں تکلیف ہوتی ہے احباب کرام سے شفاء کامل و عاجل کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین (خاکسار فقیر اللہ افسر امانت ربوہ)

جماعت احمدیہ راولپنڈی کیلئے ایک کلرک کی ضرورت

جماعت احمدیہ راولپنڈی کو شعبہ مال کے لئے ایک نہایت مستعد محنتی، دیانت دار نوجوان کی ضرورت ہے جو سائیکل چلانا جانتا ہو۔ میٹرک پاس ہو اور اکونٹ کا کام بھی جانتا ہو۔ تنخواہ حسب لیاقت یک صد روپیہ ماہوار مع الاؤنس دی جائے گی۔ رہائش وغیرہ کا انتظام ان کا اپنا ہوگا خواہشمند احباب اپنی درخواستیں اپنی جماعت کے امیر یا پریذیڈنٹ صاحب کی سفارش سے ۳۱ ۵/۶ تک امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی کے نام بھجوا دیں۔ (مبارک احمد جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ راولپنڈی)

ادائیگی زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی ہے

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴